ڈاکٹر محمد امجد عابد
لیکچرر، شعبہ اُردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن، لاہور

Dr. Muhammad Amjad Abid
Lecturer, Department of Urdu, University of Education, Lahore

منور ہاشمی: عصرِ رواں کا ایک توانا شاعر

Munawwar Hashmi: Active poet of an Affluent Era

Abstract

Munawwar Hashmi is a versatile literary personality of this age. He is well known as a poet, writer, Critic, researcher and expert of Iqbal doctrine. He is considered among famous lyric writers who contributed in developing this art of poetry through his life. In his lyrics there is thought provoking ideas, depth and new paradigm shift about the art of lyric. Poetry of Munawwar Hashmi reflects passions and feelings in a natural way. He has really translated feelings and emotions in a quiet natural way. His art is a combination of individual and collective vision. In this article an effort has been made to highlight the structure and characteristics of the poetry of Munawwar Hashmi.

Key Words: Poetry, Personality, Romanticism, Feelings, Natural, Effort, Individual, Collective

کلیدی الفاظ: شاعری، شخصیت، رومانیت، احساسات، قدرتی، کوشش، انفرادی، اجتماعی

شاعری شعور و ادراک اور جذبات و احساسات کا آئینہ ہوتی ہے۔ جس میں زندگی اپنی تمام حشر سامانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ شاعری زندگی کو احساس کی دولت سے مالا مال کرتی ہے۔ جینے کا اسلوب سکھاتی ہے۔ اگر یوں کہا جائے کہ شاعری جذبات کی دل آویز موسیقی ہے تو بے جا نہ ہو گا۔ شاعری کا اثر دل و دماغ دونوں پر ہوتا ہے۔ شاعر اپنی شاعری کے ذریعے جو کچھ بھی پیش کرتا ہے اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی جذبہ ہی کار فرما ہوتا ہے۔ اور یہ جذبات شاعر کی داخلی اور خارجی زندگی کے پہلوؤں کی عکاسی کرتے ہیں۔ جب جذبات کے ساتھ ساتھ کسی شاعر کا فکر و شعور، مشاہدے کی دولت اور تخیل کی فراوانی بھی در آئے تو شاعری حسن کاری کی دولت سے مالا مال ہو جاتی ہے۔

اس تناظر میں جب ہم ڈاکٹر منور ہاشمی کی شاعری کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم پر یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں شوقِ فراواں، مشاہدے سے لبریز نگاہ، قوت تخیل، درد مند دل، حساس طبیت اور بے مثال بصیرت افروزی سے نوازا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں روانی، سلاست، اسلوب میں ندرت اور غور و فکر میں ایک گہرائی موجود ہے۔ انھوں نے اپنی ذہانت اور موزونی طبیعت کے باعث دھڑکتے ہوئے احساس کو لفظی پیکر عطا کیے ہیں۔ غزل ان کی پہچان ہے۔ جو شعرا بطور غزل گو اپنی پہچان مکمل کروا دیتے ہیں پھر ان کا دل کسی دوسری شعر دوسری شعری صنف کی طرف نہیں پلٹتا۔ یہ وفاداری بشرط استواری اصل

والی بات ہے۔ اس پر پورا اترنے والے سخن ور ہمیشہ یاد رکھے جاتے ہیں۔ ایسے ہی یاد رکھے جانے والے معدودے چند سخن وروں میں ایک توانا اور محترم نام جناب منور ہاشمی کا ہے۔

منور ہاشمی (سید منور حسین شاہ، ۷۴۹۱ء) ساہیوال کے ایک قصبے قبولہ شریف میں پیدا ہوئے۔ ابتدا میں مختلف رسائل میں بچوں کے لیے نظمیں لکھیں۔ آپ کے مجموعہ ہائے کلام میں سوچ کا صحرا (۲۸۹۱ء)، کرب آگہی (۵۸۹۱ء)، بے ساختہ (۵۹۹۱ء)، نیند پوری نہ ہوئی (۵۰۰۲ء) اور غزل اے غزل (کلیات ۶۱۰۲ء) شامل ہیں۔

منور ہاشمی کے شعری سفر کا آغاز ستر کی دہائی سے لمحۂ موجود تک اپنے تخلیقی سلسلے رواں دواں رکھے ہوئے ہیں۔ ان کا شمار ایسے غزل گو شعرا میں ہوتا ہے جنھوں نے اپنی ساری تخلیقی عمر اسی صنف کے بنانے، سنوارنے میں لگا دی۔ اور اب ان کی تخلیقی شاخ پر فکر و خیال کے ایسے برگ و بار لہرا رہے ہیں جن کی خوبصورتی ہر دیکھنے والے کو اپنا اسیر کر لیتی ہے۔ بقول ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی:

> "منور ہاشمی کی غزلوں میں اسلوب سخن اور پیرائیہ اظہار کے ایک جہانِ نو، ایک نئی فضا اور تخیل و تفکر کی نئی وسعتوں کا سراغ ملتا ہے۔ ان کا سوچتا ہوا لہجہ ان کے پاس ہونے والی واقعات کی اندرونی گہرائیوں سے ابھرتا ہے۔ گیر اور ملک گیر ان کے مشاہدہ کی گرفت میں حُسنِ بُتاں نہیں بلکہ سُلگتا ہوا تلخابہ بھی ہے۔" (۱)

منور ہاشمی کی شاعری جذبات کی آئینہ داری اور احساسات کی بھرپور ترجمانی کرتی ہے بلکہ ان کی شاعری ایک ایسے مصور کا انداز اختیار کر لیتی ہے کہ جس کے لفظی مرقعے ہماری آنکھوں کے سامنے جیتی جاگتی تصویریں بن کر چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ ان کا کلام انفرادی اور اجتماعی شعور کا حسین امتزاج ہے۔ ان کا نمونہ کلام ملاحظہ کیجیے۔

ملتے ہیں منور سے اگر اہل سیاست
کہتے ہیں یہ شخص تو سادہ ہی بہت ہے (۲)

....

محنت، کوشش اور وفا کے خوگر زندہ رہتے ہیں
جن کو مرنا آ جاتا ہے اکثر زندہ رہتے ہیں (۳)

....

ایسے لوگوں کا مرجانا جینے سے بھی بہتر ہے
وہ جو لوگ منوّر سب سے ڈر کر زندہ رہتے ہیں (۴)

آپ کی شاعری میں جذبوں کی گہرائی ملتی ہے، محبت، خلوص اور سچائی ملتی ہے۔ آپ کا تصور حسن و عشق اور واردات قلبی کا اظہار بے حجابانہ اور بے باکانہ نہیں بلکہ نہایت مہذب اور شریفانہ ہے۔ آپ بھی دوسرے شعرا کی طرح محبوب کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں مگر آپ کا انداز انتہائی منفرد اور دل کو چھو لینے والا ہے۔ آپ کے ہاں محبوب کی یاد کی شدت دلوں کے تار اس انداز سے چھیڑتی ہے کہ ایک دل آویز کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔ ملاحظہ کیجیے:

شائد میری کٹیا کا پتا تجھ کو بتائے
چھوڑ آیا ہوں نقشِ کفِ پا تیری گلی میں ۵

....

شہر میں تیرے تھیں بے رحم ہوائیں کتنی
مجھ سے مت پوچھ دیا دل کا جلایا کیسے۶

....

اس نے جو کچھ بھی کہا، میں نے وہ سمجھا ہی نہیں
میں اسے دیکھ رہا تھا اسے سنتا کیسے۷

....

وہ سراپا حسن ہے اور میں سراپا عشق ہوں
ساز سے دل اس کا میرا سوز سے معمور ہے۸

....

دل کے جذبے جواں رکھتی ہے
تیرے حسن و جمال کی خوشبو۹

....

ہے منور تمہارے ہونٹوں میں
اک پری رخ کے خال کی خوشبو۱۰

....

عشق بھی ہم نے کیا تو اک عبادت کی طرح
قریۂ جاں میں بچشم باوضو پھرتے رہے۱۱

منور ہاشمی کے ہاں بھی دیگر شاعروں کی طرح زندگی کے کرب اور وجود کے عذاب کا شدید احساس اور اپنے ماحول سے نا آسودگی کا احساس پایا جاتا ہے۔ ان کی شاعری میں جہاں رومانویت کے حوالے سے حسن و عشق کے تذکرے ملتے ہیں وہاں ہجر اور تنہائی بھی جزو لاینفک ہے۔ اور ایک اہم موضوع کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہر شاعر کا ہجر کی کیفیات بیان کرنے کا الگ انداز ہوتا ہے۔ منور ہاشمی کا انداز بھی بھی دلنشیں ہے۔ آپ تنہائی کا ذکر کرتے ہوئے اکثر فطری عناصر کو شامل ہیں۔ جہاں ہجر اور تنہائی کا سماں ہوتا ہے وہیں محبوب کی یاد ہر لمحہ شاعر کے دل پر عجیب سی کیفیات پیدا کرتی ہیں۔ جن کو لفظوں کا روپ دینا ہی کمال فن ہے اور اس ان سے منور ہاشمی بخوبی واقف ہیں۔

حسرتیں، ناکامیاں، مایوسیاں، محرومیاں
بے دلی، بے چارگی، افسردگی، اے زندگی۱۲

....

جوں جوں عمریں کم ہوتی ہیں حسرت بڑھتی جاتی ہے

عین جوانی کے عالم میں مرجاتے تو اچھا تھا۱۳

....

مثالِ نور منوّر بکھر گیا ہر سو
وہ ایک چاند تھا اور آسماں سے اترا تھا۱۴

....

کھلے رہیں گے دریچے اس آس پر گھر کے
کبھی تو جھونکا ہوا کا ادھر بھی آئے گا۱۵

....

صحرا کی طرح خشک میرے لب ہیں منور
ہے اس کے مگر پیار کی برسات کہیں اور۱۶

....

وہ ایک شخص کہ حاصل تھا زندگانی کا
وہ ایک شخص بدلتا دکھائی دیتا ہے۱۷

منور ہاشمی کی شاعری میں سادگی کا اپنا بانکپن ہے۔ وہ اپنے محسوسات اور ذاتی تجربوں کو بڑی سادگی اور سلاست کے ساتھ شعری قالب میں ڈھالتے ہیں۔ ان کے ہاں روایت کی پاسداری کے ساتھ ساتھ خیالات کی جدّت بھی موجود ہے۔ لیکن فیشن زدہ جدیدیت سے وہ کوسوں دور ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعری سادگی اور پرکاری کا ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

منور میرے فن میں تازگی ہے
میں خوشبو کی طرح زندہ رہوں گا۱۸

....

تمہارے بعد بھی دیکھوں کسی کو
مری آنکھوں میں اتنا دم نہیں ہے۱۹

....

کہنے والوں کو کچھ خبر ہی نہیں
سننے والوں پہ کیا گزرتی ہے۲۰

....

درد و الم، جفا و ستم، بے قراریاں
ہم پر جمال یار کے احسان ہیں بہت۲۱

منور ہاشمی کی شاعری کی ایک بڑی خصوصیت ان کی زبان کا حسن ہے۔ انھوں نے اپنی شاعری کو گنجلک ترکیبوں، فارسی و عربی کے غیر مانوس الفاظ سے بچانے کی کوشش کی ہے اور سادہ زبان میں محسوسات اور خیالات کا اظہار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تصنّع اور بناوٹ سے ان کا کلام پاک ہے اور وہ شعر کو شعر کی طرح کہنے کا ہنر جانتے ہیں۔

علم بیان اور علم بدیع شعرا کو ایک ہی بات کو مختلف قرینوں سے ادا کرنے میں آسانی فراہم کرتے ہیں۔ ان سے مضمون میں خوبصورتی پیدا ہو جاتی ہے۔ ان علوم پر دسترس حاصل کرنے کے بعد ایک تخلیق کار صحیح تخلیق کار بن سکتا ہے اور اپنا تخیل کئی قرینوں اور طریقوں سے قاری تک پہنچا سکتا ہے۔ منور ہاشمی بھی علم بیان اور علم بدیع کی نزاکتوں سے بخوبی بہرہ ور ہیں اور اپنی شاعری میں انھوں نے ان کا خوب التزام کیا ہے۔

انہی سے کشتِ محبت ہے اصل میں سیراب
تہ جبیں جو یہ چشمے ابلتے رہتے ہیں ۲۲

....

تیرگی بڑھتی چلی جاتی ہے
کوئی تارا، کوئی جگنو آئے۲۳

....

مثال نور منور بکھر گیا ہر سو
وہ ایک چاند تھا اور آسماں سے اترا تھا۲۴

....

ہر ایک پھول کی خاطر کلی کلی کے لیے
گہر فشاں ہے مری چشم ہر کسی کے لیے۲۵

رمز و ایماء اور تہ داری قدیم و جدید غزل کی ایک خصوصیت ہے۔ یہ رمز و ایمائیت کبھی اشارے و کنائے سے پیدا ہوتی ہے تو کبھی استعارے اور علامت سے۔ غزل گو شعراء نے ہر عہد میں علامتوں سے کام لیا ہے۔ منور ہاشمی نے بھی اپنی غزل میں علامات سے کام لیا ہے جن سے ان کی غزل کے حسن میں بے پناہ اضافہ ہوا ہے۔

ہم کو تو موسموں نے تحائف دیے یہی
اندر بلا کا حبس ہے باہر کڑی ہے دھوپ۲۶

....

جس پیڑ پر تھا ناز منوّر ہمیں کبھی
سائے میں اس کے جال سا اب بن چکی ہے دھوپ۲۷

منور ہاشمی کی غزل میں علامتی الفاظ زیادہ تر مظاہر فطرت سے اخذ کیے گئے ہیں۔ مثلاً چاند، سورج، تارے، دھوپ، ہوا، بادل اور درخت وغیرہ

اسی ہوا کا بہت انتظار تھا سب کو
کہ جس نے ہمارے دیے بجھائے ہیں ۲۸

....

میں مچلتا رہا چاندنی رات میں، اک ملاقات میں
اور مجھے دیکھ کر مسکراتا رہا، چاند چپ ہی رہا۲۹

منور ہاشمی نے سانحہ کربلا کے حوالے سے بھی علامتوں کا استعمال کیا۔ ان کے ہاں نہ صرف کربلا کی مجموعی فضا ملتی ہے بلکہ وہ واقعے کی جزئیات کو علامتوں میں پیش کرنے کا ہنر بھی خوب جانتے ہیں۔

محنت کوشش اور وفائے خوگر زندہ رہتے ہیں
جن کو مرنا آ جاتا ہے اکثر زندہ رہتے ہیں
پتھر مارنے والے اک دن خود پتھر ہو جاتے ہیں
راہ وفا میں جو سہتے ہیں پتھر زندہ رہتے ہیں
حق کی خاطر پیش کریں جو اپنی جان کا نذرانہ
زندہ رہنے والوں سے بھی بڑھ کر زندہ رہتے ہیں
ظلم کے سیل خوں میں اک دن ظالم بھی بہ جاتا ہے
لشکر مر جاتا ہے اور بہتّر زندہ رہتے ہیں ۳۰

ہر شاعر ماحول کی پیداوار ہوتا ہے اور معاشرے کا ایک حساس فرد بھی۔ اس کی انگلیاں معاشرے کی نبض پر ہوتی ہیں۔ وہ اپنے گردوپیش کے حالات واقعات اور عصری شعور سے بہرہ ور ہوتا ہے۔ اس کی شاعری اپنے عہد کے سماجی، سیاسی اور معاشی حالات کی بھرپور ترجمانی کرتی ہے۔ منور ہاشمی نے بھی عصرِ رواں کے مسائل و معاملات کو نہ صرف اپنی شاعری میں بڑی خوبصورتی سے سمویا ہے بلکہ ان کے حل کے لیے کوئی لائحہ عمل بھی دیا ہے۔ منوّر ہاشمی اپنے عصر سے بخوبی واقف ہیں ان کی شاعری میں زندگی، معاشرہ اور تہذیب کلام کرتی دکھائی دیتی ہے۔ جو کچھ وہ اپنے گردوپیش میں دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں انہیں شاعری کے سانچے میں ڈھال دیتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

دشت انا میں ہر طرف احساس کی ہے دھوپ
ہر پیکر خیال کو جھلسا رہی ہے دھوپ۳۱

....

ملتے ہیں منور سے اگر اہل سیاست
کہتے ہیں یہ شخص تو سادہ ہی بہت ہے۳۲

اردو شعرا کے ہاں تصوف کو ایک اہمیت حاصل ہے۔ جسے نہ صرف کلاسیکی شعرا بلکہ جدید شعرا نے بھی اپنی شاعری اور کلام کا حصہ بنایا۔ انھوں نے جہاں انسان کی پیکر تراشی میں فن و جمال کے جلووٴں کو بڑی نزاکتوں کے ساتھ سمیٹا ہے وہاں طہارت کردار اور نفاستِ افکار سے اس کے اندرون کو روشن اور تاباں بنانے کے لیے بھی سامان کیا گیا ہے۔ انسان اپنے جوہر کو اگر مہ کامل کی طرح سنبھالے رہے اور آلائشِ زمانہ کے بُرے اثرات سے خود کو بچاے رکھے تو ممکن نہیں کہ جس نے اسے تخلیق کیا ہے اس کے جمال کا لمحہ، عرفاں بن کر اس پر نہ اترے۔ منوّر ہاشمی کی شاعری میں صوفیانہ افکار اور معرفت وجدان کے مظاہر بڑی خوبصورتی سے جلوہ گر ہیں اور قاری ان کے درویش صفت اور سیمابی صوفی لہجے کی صوفیانہ سرمستی کے بادہ و جام سے اپنی روح کو سرشار کر سکتے ہیں۔ منور ہاشمی نے زندگی کی بے ثباتی اور اس کی ناپائیداری کو بھی اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے اور زندگی کی حقیقت کو عیاں کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

اک طرف تیرا فریبِ آگہی اے زندگی
اک طرف اہل جنوں کی سرکشی اے زندگی۳۳

....

مسکرا کے جس نے بھی اک لمحے کو دیکھا مجھے
میں سمجھ بیٹھا اسے بھی زندگی اے زندگی
حسرتیں، ناکامیاں، مایوسیاں، محرومیاں
بے دلی، بے چارگی، افسردگی اے زندگی۳۴

اس مختصر سے مضمون میں منوّر ہاشمی کی شاعری کی گوناگوں خصوصیات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ مختصراً یہ کہ ان کی شاعری میں حمد و نعت کا رنگ، نادر تشبیہات، استعارے، خوبصورت بند شیں، رنگ تغزل، جزئیات نگاری، اخلاقی مضامین، سوز و گداز، رومانویت، ماحول کی عکاسی، عظمت انسان کا تصور، فلسفہ و حکمت کی آمیزش، شخصیت اور فن کی ہم آہنگی، ملی افکار کی نمود، کلاسیکیت اور جدیدیت کا حسین امتزاج، فکر اقبال کا پرتو، شاعرانہ خلوص، طنز و مزاح، منظر نگاری، تصوف و معرفت، صداقتوں کی ترجمانی، پیکر تراشی، سماجی شعور، انقلابی رنگ، رجائیت، حقیقت نگاری، اناو نرگسیت اور مذہبی رنگ نمایاں ہیں۔

الغرض جب ہم منور ہاشمی کی شاعری کا بالاستیعاب مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ان کی شعری جہات میں ایک تنوع ملتا ہے جو ایک طرف ہمیں ان کے قادر الکلام شاعر ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے تو دوسری طرف ان کی فنی جہتوں کی نشاندہی بھی کرتا ہے جن کے مطالعے سے ان کے فن کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات

1. ڈاکٹر مناظر عاشق ہرگانوی: ”غزل کا جہانِ نو“ مشمولہ: ”غزل اے غزل“ مرتب: قمر الطاف، اسلام آباد: دنیائے اُردو پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء، ص ۱۵
2. منور ہاشمی: نیند پوری نہ ہوئی، ص ۱۲۴، کلیات، ص ۱۱۷
3. منور ہاشمی: نیند پوری نہ ہوئی، ص ۱۰۷، کلیات، ص ۹۷
4. منور ہاشمی: نیند پوری نہ ہوئی، ص ۱۰۷، کلیات، ص ۹۸
5. منور ہاشمی: نیند پوری نہ ہوئی، ص ۹۴، کلیات، ص ۸۶
6. منور ہاشمی: نیند پوری نہ ہوئی، ص ۸۲، کلیات، ص ۱۱۱
7. ایضاً، کلیات ۵۶
8. نیند پوری نہ ہوئی، ص ۵۴، کلیات، ص ۶۲
9. ایضاً، ص ۶۶، کلیات، ص ۶۴
10. ایضاً، کلیات، ص ۶۵
11. نیند پوری نہ ہوئی، ص ۸۸، کلیات، ص ۸۳
12. نیند پوری نہ ہوئی، ص ۳۴، کلیات، ص ۳۷
13. کرب آگہی، ص ۲۱، ۲۰، کلیات، ص ۲۱۴
14. بے ساختہ، ص ۵۹، کلیات، ص ۱۵۷
15. نیند پوری نہ ہوئی، ص ۲۷، کلیات، ص ۲۹
16. نیند پوری نہ ہوئی، ص ۱۰۵، کلیات، ص ۹۶
17. سوچ کا صحرا، ص ۷۸، کلیات، ص ۲۳۳
18. بے ساختہ، ص ۷۳، کلیات، ص ۱۶۵
19. بے ساختہ، ص ۱۷، کلیات، ص ۱۲۴
20. بے ساختہ، ص ۱۴۷، کلیات، ص ۲۱۱
21. نیند پوری نہ ہوئی، ص ۸۳، کلیات، ص ۷۸
22. بے ساختہ، ص ۱۲۰، کلیات، ص ۱۸۲
23. بے ساختہ، ص ۶۱، کلیات، ص ۱۵۸
24. بے ساختہ، ص ۵۹، کلیات، ص ۱۵۷
25. بے ساختہ، ص ۵۳، کلیات، ص ۱۵۲

26. بے ساختہ، ص ۱۱۴، کلیات، ص ۱۸۰
27. بے ساختہ، ص ۱۱۴، کلیات، ص ۱۸۱
28. بے ساختہ، ص ۴۵، کلیات، ص ۱۴۶
29. نیند پوری نہ ہوئی، ص ۵۲، کلیات، ص ۵۳
30. نیند پوری نہ ہوئی، ص ۱۰۷، کلیات، ص ۹۸،۹۷
31. بے ساختہ، ص ۱۱۴، کلیات، ص ۱۸۰
32. نیند پوری نہ ہوئی، ص ۱۲۴، کلیات، ص ۱۱۷
33. نیند پوری نہ ہوئی، ص ۳۴، کلیات، ص ۳۶
34. نیند پوری نہ ہوئی، ص ۳۴، کلیات، ص ۳۷